رفع الیدین کے موضوع پر ایک جامع مگر نہایت ہی مختصر کتاب

ترکِ رفع الیدین سنت ہے۔

مصنف:

حافظ خادم حسین نورانی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب: ترک رفع الیدین سنت ہے۔

مؤلف : حافظ خادم حسین نورانی
ناظم مرکزی ناظم تعلیم وتربیت
تحریکِ پیغامِ مصطفیٰ ﷺ

پیشکش: نورانی ادارہ تعلیم القرآن

اشاعت سن: 2026

ہدیۂ تبریک و اظہارِ تشکر

میں نہایت عجز و محبت کے ساتھ

حضرتِ محترم علامہ **مولانا ڈاکٹر مفتی طاہر مقبول بخاری** صاحب مدّ ظلّہ العالی کی بارگاہ میں ہدیۂ تبریک و تشکر پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس حقیر کاوش "ترکِ رفع الیدین سنت ہے" کی تیاری کے ہر مرحلے میں شفقت و عنایت فرمائی۔ بالخصوص آپ کی طرف سے عطا کردہ قادری نسبت (سلسلۂ قادریہ میں خلافت) میرے لیے عظیم روحانی سرمایہ ہے۔

حضورِ والا نے نہ صرف اس کتاب کی پروف ریڈنگ فرمائی بلکہ قدم قدم پر مفید مشورہ جات دے کر اس کی علمی و تحقیقی جہت کو مضبوط بنایا۔ آپ کی باریک بینی، گہری نظر اور خیر خواہانہ رہنمائی نے اس کاوش کو سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کیا، جس پر میں تہہِ دل سے ممنون و مشکور ہوں۔

حضرت والا ایک جید عالم، علم دوست، با اخلاق، ملنسار، مہمان نواز اور فراخ دل شخصیت ہیں۔ علماء سے محبت، اہلِ علم کی قدر افزائی اور دینِ متین کی خدمت کا جذبہ آپ کی نمایاں صفات میں شامل ہے، جس کی جھلک آپ کے ہر عمل میں نظر آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرتِ محترم کو صحت و عافیت کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے، ان کے علم و فیوض و برکات میں مزید اضافہ فرمائے، اور ہمیں ان کی دعاؤں و توجہات سے ہمیشہ مستفید فرماتا رہے۔ **آمین یا رب العالمین**

انتساب

یہ ادنیٰ سی کاوش میں نہایت ہی عقیدت و محبت کے ساتھ منسوب کرتا ہوں فاتحِ مرزائیت، مجاہدِ ختمِ نبوت، خطیبِ بے بدل، امامُ اہلِسنت، قائدِ ملتِ اسلامیہ، حضرتِ علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جن کی پوری زندگی دینِ اسلام کی سربلندی، تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت، اور مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی خدمت میں بسر ہوئی۔

آپ کی علمی بصیرت، جرأتِ ایمانی، اور عشقِ رسول ﷺ ہمیشہ اہلِ حق کے لیے مشعلِ راہ رہے گی۔

نیز میں اس کتاب کو اپنے والدِ گرامی صوفی امیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی پیش کرتا ہوں۔

جن کی دعائیں، تربیت اور شفقت میرے لیے سرمایۂ حیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں ہستیوں کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

پیش لفظ

السلام علیکم!

نماز دینِ اسلام کا سب سے عظیم رکن ہے، اور اس کے ہر جز و عمل کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کرنا ہی اصل مقصود ہے۔ اسی وجہ سے اہلِ علم نے نماز کے مسائل میں نہایت باریک بینی سے احادیثِ مبارکہ کا تتبع کیا اور ہر عمل کو دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں پرکھا۔

رفع الیدین کا مسئلہ بھی انہی اہم مسائل میں سے ہے، جس میں مختلف احادیثِ مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ بعض روایات میں تکبیرِ تحریمہ، رکوع اور دیگر مواقع پر رفع الیدین کا ذکر ہے، جبکہ متعدد صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض مواقع پر رفع الیدین ترک فرمایا، خصوصاً دوام اور عملِ مستمر کے اعتبار سے۔

ائمۂ مجتہدین، بالخصوص فقہاءِ احناف رحمہم اللہ نے تمام روایات کو جمع کر کے اصولِ حدیث و فقہ کی روشنی میں یہ موقف اختیار فرمایا کہ ترکِ رفع الیدین ہی راجح اور سنتِ مستمرہ ہے، اور یہی تعاملِ صحابہ و تابعین سے بھی مؤید ہے۔

زیرِ نظر رسالہ میں اسی مسئلہ کو خالص علمی انداز میں پیش کیا گیا ہے، جس میں

رفع الیدین کے مختلف مواقع کے دلائل ترکِ رفع الیدین پر وارد احادیث

- ✓ ائمہ فقہ کے اقوال
- ✓ اصولِ ترجیح (ترجیحِ احادیث)

سب کو جمع کر کے ایک واضح اور مدلل نتیجہ پیش کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو قبول فرمائے، اسے حق کے سمجھنے اور پھیلانے کا ذریعہ بنائے، اور ہمیں اخلاص کے ساتھ سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فرمان آخری نبی ﷺ

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا

اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

❖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ ❖

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ○

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين ﷺ

محترم قارئین کرام!

آج کے دور میں سوشل نیٹ ورک پر ایک خطرناک علمی دھوکہ عام ہو چکا ہے، جس کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں، خصوصاً نوجوان نسل کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ بظاہر یہ دھوکہ "حدیث" کے نام پر پیش کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ سے دوری کا سبب بن رہا ہے۔

یہ فتنہ اس انداز میں پھیلایا جاتا ہے کہ کسی مسئلہ میں صرف اتنا کہہ دیا جاتا ہے کہ: "یہ بخاری شریف میں ہے، یہ مسلم شریف میں ہے، یہ صحیح حدیث ہے" اور اسی کو دلیلِ کامل سمجھ کر عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ یہی موقف قطعی طور پر درست ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ علمی دیانت کے خلاف ہے اور اصولِ شریعت سے ناواقفیت کی علامت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی حدیث کا صرف صحیح سند کے ساتھ ہونا یا کتبِ صحاح (جیسے بخاری و مسلم) میں موجود ہونا، عمل کے لیے کافی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ساتھ متعدد اصولوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

مثلاً: آیا یہ حدیث ناسخ ہے یا منسوخ؟

آیا یہ ابتدائی عمل پر دلالت کرتی ہے یا آخری عمل (سنتِ مستمرہ) پر؟

کیا یہ روایت تعاملِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق ہے یا اس کے

خلاف؟ دیگر احادیث کے ساتھ اس کی تطبیق کیسے ہو گی؟
ائمہ مجتہدین نے اس سے کیا حکم مستنبط کیا ہے؟
یہی وہ بنیادی اصول ہیں جن کی روشنی میں احکامِ شریعت مرتب ہوتے ہیں۔
محدثینِ کرام رحمہم اللہ کا اصل میدان یہ تھا کہ انہوں نے احادیث کی تحقیق کر کے صحیح، ضعیف اور موضوع روایات کو الگ الگ کیا، جبکہ فقہائے کرام رحمہم اللہ نے انہی احادیث کے درمیان تطبیق، ترجیح اور استنباط کے ذریعے عملی احکام کو واضح کیا۔ اس لیے محض حدیث کا صحیح ہونا کافی نہیں، بلکہ اس کا فقہی محل اور درجہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔
اگر یہ اصول نظر انداز کر دیا جائے اور صرف یہ کہا جائے کہ "جو حدیث بخاری یا مسلم میں ہے وہی قابلِ عمل ہے" تو پھر بہت سے ایسے مسائل میں تضاد پیدا ہو جائے گا جہاں دونوں طرف صحیح احادیث موجود ہیں۔
مثلاً: نکاحِ متعہ کے جواز اور اس کی حرمت — دونوں صحیح احادیث سے ثابت ہیں، لیکن بعد میں اس کی حرمت ناسخ قرار پائی۔
بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے، اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا بھی، مگر بعد والا حکم ناسخ اور دائمی ہے۔ اسی طرح شراب کے بارے میں ابتدا میں جواز اور بعد میں حرمت — دونوں صحیح احادیث میں موجود ہیں، لیکن آخری حکم حرمت ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ صرف "صحیح حدیث" کا نعرہ لگا دینا کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ اصولِ ناسخ و منسوخ، تعاملِ صحابہ، اور فہمِ فقہاء کو ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں انہی اصولوں کی روشنی میں مسئلۂ رفع الیدین کا جائزہ لیا جا رہا ہے تاکہ قاری کے سامنے ایک واضح، مدلل اور متوازن تصویر آ سکے، اور وہ محض جزوی دلائل کے بجائے مکمل علمی تناظر میں حق کو سمجھ سکے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ترجمہ: ہم جو کوئی آیت منسوخ فرماتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور لے آتے ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام میں تدریج کے ساتھ تبدیلی فرماتا ہے، کبھی کسی حکم کو منسوخ فرما دیتا ہے، کبھی اس کے بدلے دوسرا حکم عطا فرماتا ہے اور کبھی اس سے بہتر حکم نازل فرما دیتا ہے، کیونکہ اسلام تدریج کے ساتھ، مرحلہ وار نازل ہوا۔ ایک وقت میں ایک حکم تھا، پھر دوسرا حکم آیا اور پہلا منسوخ ہو گیا، اور یہی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کا تقاضا ہے۔ اسی لیے قرآنِ کریم نے یہ اصول بھی واضح فرما دیا کہ بندے کا کام یہ نہیں کہ وہ احکام کے بدلنے پر اعتراض کرے یا گزشتہ و موجودہ اعمال کا

تقابل کرے، بلکہ اس کا کام صرف اتباع ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا○

ترجمہ: یعنی جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔

مزید ارشاد فرمایا: **فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** یعنی میرے محبوب فرمادیں کہ تم میری اتباع کرو، اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔

ان آیات سے یہ اصول قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بندے کا دین صرف اور صرف اتباعِ رسول ﷺ ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ نے کسی عمل کو اختیار فرمایا تو وہ کرنا سنت ہے، اور اگر اسے ترک فرمایا تو اس کا ترک کرنا بھی سنت ہے، لہٰذا کسی عمل کے بارے میں یہ کہنا کہ "پہلے ایسا تھا اور اب ایسا کیوں ہے" یہ انداز اسلامی منہج نہیں، بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ حضور ﷺ کا آخری اور مستمر عمل کیا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو روکنا چاہتا ہے تو تین صورتیں ہوتی ہیں: یا تو اس کی صریح حرمت بیان فرمادیتا ہے، جیسے شراب جوا اور متعہ کی حرمت، رسول اللہ ﷺ واضح الفاظ میں اس سے منع فرمادیتے ہیں اور اس کی منسوخی کا اعلان ہو جاتا ہے یا پھر حضور ﷺ خود اس عمل کو ترک فرمادیتے ہیں، یعنی پہلے کیا، پھر چھوڑ دیا ـــــ اور یہی ترک سنت قرار پاتا ہے۔

لہٰذا مسئلہ رفع الیدین میں غور کیا جائے تو نہ قرآنِ کریم میں اس کی حرمت وارد ہوئی ہے، نہ ہی نبی کریم ﷺ نے اس کی منسوخی کا کوئی صریح اعلان فرمایا، بلکہ دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضور ﷺ نے اسے ترک فرمایا، اور ترکِ رفع الیدین کے آثار بھی صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں۔ چنانچہ اب ہم اسی اصول کی روشنی میں اس مسئلہ کے دلائل پیش کریں گے تاکہ حقیقت واضح ہوسکے۔

مسئلہ رفع الیدین کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ سے مختلف مواقع پر رفع الیدین کرنا ثابت ہے؛ چنانچہ دونوں طرف سلام پھیرتے وقت، ہر تکبیر کے ساتھ، قاعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت، رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت، اور تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا احادیث سے منقول ہے۔ تاہم اصولِ شریعت اور دلائلِ ترجیح کی روشنی میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان میں سے ابتدائی چار مقامات منسوخ ہوچکے ہیں اور صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین باقی رہا ہے۔ اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اگر مطلقاً یہ کہا جائے کہ رفع الیدین ہر حال میں باقی ہے، تو ان جلیل القدر صحابہ و تابعین پر الزم لازم آئے گا جو رفع الیدین ترک کرتے تھے، کہ انہوں نے نبی پاک کی سنت کا خلاف کیا حالانکہ اہلِ سنت کے نزدیک کسی صحابی پر طعن یا سنت کے خلاف عمل کا الزام

لگانا درست نہیں۔ برعکس اس کے، اگر ترکِ رفع الیدین کو سنتِ ثابتہ مان لیا جائے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل باہم متفق اور بلا اشکال ہو جاتا ہے، کیونکہ جو عمل ابتدا میں مشروع تھا اور بعد میں نبی کریم ﷺ نے اسے ترک فرما دیا، تو اس کا ترک ہی سنت قرار پاتا ہے، جیسا کہ سلام کے وقت یا دیگر بعض مواقع پر رفع الیدین کا ترک ثابت ہے۔ مزید یہ کہ فقہی اعتبار سے بھی تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کو ایک مستقل اور مؤکد حیثیت حاصل ہے، جبکہ دیگر مواقع پر یہ مستحب کے درجے میں تھا؛ اور اصول یہ ہے کہ جب کسی مستحب عمل کے ترک پر دلائل قائم ہو جائیں تو اس کا ترک راجح قرار پاتا ہے، جبکہ واجب باقی رہتا ہے۔ چنانچہ رکوع کے وقت رفع الیدین کے بارے میں بھی یہی تطبیق پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ اس کے برعکس آثار، خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے، صراحت کے ساتھ مروی ہیں اور انہوں نے اس پر عمل کو اختیار فرمایا، اس لیے یہ قرینہ اس بات کو تقویت دیتا ہے کہ یہ عمل منسوخ ہو چکا تھا۔ نیز اگر رکوع کے وقت رفع الیدین کو واجب یا لازم قرار دیا جائے تو اس کے ترک پر نماز کے فاسد ہونے کا قول لازم آئے گا، حالانکہ نہ کسی محدث نے یہ کہا اور نہ کسی فقیہ نے ایسا فتویٰ دیا؛ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عمل مستحب ہی تھا، اور جب دیگر مستحبات کے منسوخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے تو اسی قیاس پر اس کا منسوخ ہونا بھی

قابلِ فہم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین باقی اور مشروع ہے۔

جبکہ دیگر مواقع پر اس کا ترک ہی سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ہے، اور اسی کو اختیار کرنا اتباعِ سنت کے زیادہ قریب ہے۔

اب ہم آپ کے سامنے دلائل پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مقامِ اوّل:

سلام کے وقت رفع الیدین:

آقائے دوجہاں ﷺ سے سلام کے وقت رفع الیدین کرنے کا ابتدائی ثبوت بھی صحیح احادیثِ مبارکہ سے ملتا ہے، اور اسی کے ساتھ اس عمل کے ترک اور ممانعت کا واضح ثبوت بھی متعدد روایات میں وارد ہوا ہے، جس سے اس کے منسوخ ہونے کی حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور سلام کے وقت اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے ہاتھ اٹھاتے ہو جیسے بدکنے والے گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔" (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۹۷۱)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلام کہتے وقت

ہاتھوں سے دائیں بائیں اشارہ کرتے تھے، تو حضور ﷺ نے فرمایا:
"تم کیوں اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو جیسے وہ بدکنے والے گھوڑوں کی دمیں ہوں؟"(سنن ابو داود، حدیث نمبر ۹۹۸)

مزید بر آں سنن نسائی کی روایات میں بھی یہی مضمون متعدد طرق سے وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلام کے وقت ہاتھوں سے اشارہ کرتے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اس سے منع کیا، اور فرمایا:"نماز میں سکون اختیار کرو"
(سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۳۱۹، ۱۳۲۷، ۱۱۸۶)

اسی طرح دیگر کتبِ حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے، چنانچہ صحیح ابن خزیمہ، ۱۷۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۹۸۱..۲۹۹۳...۲۹۶۱..۲۹۶۰. وغیرہ میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ:"نماز میں ہاتھوں سے اشارہ نہ کرو"
اور فرمایا:"تم میں سے ہر ایک کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کہے:السلام علیکم"
اور یہ بھی فرمایا:"پھر سکون سے رہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے"

ان تمام احادیثِ مبارکہ کے مجموعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سلام کے وقت رفع الیدین یا ہاتھوں سے اشارہ کرنا ابتدائی طور پر موجود تھا، لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرما دیا اور سکون کے ساتھ صرف زبان سے سلام کرنے کا حکم دیا۔

لہٰذا اصولِ شرعیہ کے مطابق جب کسی عمل سے صراحتاً منع فرمادیا جائے تو وہ عمل منسوخ شمار ہوتا ہے، اور اس کا ترک ہی سنت قرار پاتا ہے۔ چنانچہ سلام کے وقت رفع الیدین کا ترک کرنا ہی سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق ہے۔

مقامِ دوم:

ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین:

رسول اللہ ﷺ سے ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کرنا بھی صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، اور اس بارے میں متعدد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کثرت کے ساتھ روایات منقول ہیں، جن سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ابتداءً نماز کے مختلف مواقع پر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا جاتا تھا۔

چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے"

اور ایک روایت میں ہے:

"نبی کریم ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے"

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۱۹۰۵۸، ۱۹۰۵۳، ۱۹۰۶۶ــــ السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۲۳۱۲)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے"

(مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۶۹۴ــــ مسند احمد، حدیث نمبر ۶۱۶۳)

مزید بر آں زیال بن حرملہ سے مروی، مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۱۴۳۸۱

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۲۵۸۵ اور ۲۵۸۷ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۲۵۸۸

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی، ابن ابی شیبہ ۲۴۵۴

حضرت مالک بن حویرث سے مروی مسند احمد بن حنبل ۱۵۶۸۵ اور ۱۵۶۸۹

اسی طرح مولا حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے مروی ہے۔

سنن الکبری حدیث نمبر ۲۸۱۷، نافع وطاوس ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۸۱۳

ابن سیرین ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۸۱۴

اور دیگر جلیل القدر صحابہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین فرمایا کرتے تھے۔

ان تمام روایات کے مجموعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز کے مختلف مواقع پر، خصوصاً ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا ایک ثابت شدہ عمل تھا، جس پر ابتدائی دور میں عمل کیا جاتا رہا۔

تاہم اصولِ شریعت، تعاملِ صحابہ اور دیگر دلائل کی روشنی میں یہ امر بھی محلِ غور ہے کہ آیا یہ عمل اپنی اصل حالت پر باقی رہا یا بعد میں اس میں ترک یا تخفیف واقع ہوئی، جیسا کہ دیگر مقامات پر رفع الیدین کے بارے میں منسوخ

ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

لہٰذا اس مقام پر ان احادیث کو پیش کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کا ثبوت اپنی جگہ موجود ہے، مگر اس کے حکمِ آخری تک پہنچنے کے لیے دیگر دلائل اور آثار کا جمع و تطبیق ضروری ہے، جس کی تفصیل آگے کے صفحات میں بیان کی جائے گی۔

تیسرا مقام:

قعدہ اولی سے کھڑا ہوتے وقت رفع الیدین کرنے کا ثبوت:

آقائے دوجہاں ﷺ سے قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا بھی صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، اور اس بارے میں جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے واضح روایات منقول ہیں، جو اس عمل کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو رفع الیدین فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری، حدیث نمبر ۷۳۹)

اسی طرح حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ:

نبی کریم ﷺ تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، جس میں تیسری رکعت کے لیے قیام کے وقت رفع الیدین بھی داخل ہے۔

(سنن نسائی، حدیث نمبر ۱۰۸۶)

ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ قعدۂ اولیٰ کے بعد قیام کے وقت رفع الیدین کرنا بھی ان افعال میں شامل تھا جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روایت بھی کیا ہے۔

تاہم، جیسا کہ سابقہ مقامات میں اصول بیان کیا جا چکا ہے کہ.....

کسی عمل کا محض ثابت ہونا اس کے دائمی اور آخری حکم ہونے کی دلیل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے دیگر دلائل، تعاملِ صحابہ اور اصولِ ناسخ و منسوخ کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

چنانچہ جب دیگر روایات اور آثار کو جمع کیا جاتا ہے تو یہ امر سامنے آتا ہے کہ رفع الیدین کے متعدد مقامات میں تدریجاً ترک واقع ہوا، اور بعض اعمال جو ابتدا میں مشروع تھے، بعد میں ترک کر دیے گئے۔

لہٰذا اس مقام پر ان احادیث کو ذکر کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کا ثبوت اپنی جگہ موجود ہے مگر اس کے حکمِ آخری کے تعین کے لیے دیگر دلائل کے ساتھ اس کی تطبیق ضروری ہے، جس کی وضاحت آئندہ مباحث میں کی جائے گی۔

❖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهٖ ❖

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ○

چوتھا مقام:

رکوع میں جاتے اور سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کا ثبوت:

آقائے دو جہاں ﷺ سے تکبیرِ تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا بھی صحیح احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے، اور اس بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سمیت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات منقول ہیں، جو اس عمل کے ثبوت پر واضح دلالت کرتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے"

اور ایک روایت میں ہے: "جب آپ تکبیر کہتے تو ہاتھ اٹھاتے تھے"

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۸۱۰ — سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۸۵۸ — صحیح ابن حبان، حدیث نمبر ۱۸۶۴ — صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۴۵۶ — صحیح مسلم)

اسی طرح رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع الیدین کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات میں وارد ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی ہاتھ اٹھاتے تھے"

السنن الکبریٰ للبیہقی: حدیث ۲۶۰۴، ۲۵۴۱ / سنن نسائی، حدیث ۱۰۵۸ / سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۸۵۸، ابن حبان ۱۸۶۴، سنن الکبری ۲۶۰۹ مجمع الزوائد ۲۵۹۰ اور ۲۶۰۴ سنن بیہقی ۲۸۱۴ اور ۲۵۴۱ اور ابن حبان ۱۸۶۴ مسلم شریف حدیث نمبر ۸۶۲، ابو داود حدیث نمبر ۷۴۵

حضرت مالک بن حویرث، سے مروی ہے ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۵۹. اور نسائی شریف ۸۸۱.. ۸۸۲ نسائی حدیث نمبر ۱۰۵۷ ابو داود ۷۴۵

حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سنن الکبری حدیث نمبر ۲۳۰۳

ابو حمید ساعدی سے مروی ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۶۲ اور ۸۶۳ اور ۱۰۶۱

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۶۸

حضرت انس بن مالک سے مروی حدیث نمبر ۲۵۳۰

بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مضمون مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیر کے وقت اور نماز کے مختلف مواقع پر رفع الیدین فرمایا کرتے تھے۔

ان تمام احادیث کے مجموعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تکبیرِ تحریمہ، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرنا ایک ثابت شدہ عمل تھا، جس پر ابتدائی دور میں عمل کیا جاتا رہا اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روایت کیا۔

تاہم، جیسا کہ اصولِ شریعت اور سابقہ مباحث میں بیان ہو چکا ہے کہ کسی عمل کا صرف ثابت ہونا اس کے دائمی اور آخری حکم ہونے کی دلیل نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لیے دیگر دلائل، تعاملِ صحابہ اور اصولِ ناسخ و منسوخ کو بھی پیشِ نظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ جب تمام روایات کو جمع کر کے دیکھا جاتا ہے تو یہ امر واضح ہوتا ہے کہ رفع الیدین کے بعض مقامات میں تدریجاً ترک واقع ہوا، اور وہ اعمال جو ابتدا میں مشروع تھے، بعد میں ترک فرما دیے گئے۔

لہٰذا اس مقام پر ان احادیث کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تکبیرِ تحریمہ اور رکوع کے وقت رفع الیدین کا ثبوت اپنی جگہ مسلم ہے، مگر اس کے حکمِ آخری کے تعین کے لیے دیگر دلائل اور آثار کو بھی ساتھ ملا کر دیکھنا ضروری ہے، جس کی تفصیل آئندہ مباحث میں پیش کی جائے گی۔

مقام نمبر پانچ:

صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا:

آقائے دو جہاں ﷺ سے صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرنا بھی احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے، اور متعدد روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ آخر کار یہی عمل باقی رہا۔

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین کرتے تھے"

(سنن ابو داود، حدیث نمبر ۷۴۹ــــ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۵۵
ــــ السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۲۵۳۰
ــــ دار قطنی، حدیث نمبر ۴۵۷ــــ سنن الآثار، حدیث نمبر ۳۲۶۲)

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق روایات میں یہ بات منقول ہے کہ آپ اپنی آخری عمر میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے، حالانکہ پہلے آپ سے رفع الیدین کرنا بھی مروی ہے، جس سے ترک کا ثبوت ملتا ہے۔

(معارفۃ السنن والآثار، حدیث نمبر ۳۳۰۹، ۳۳۰۸ــــ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۳۵، ۲۴۲۴، ۲۴۶۷ یہ حدیث صحیح موقوف ہے۔
طحاوی شریف، حدیث نمبر ۱۳۲۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی نماز کا مکمل طریقہ مروی ہے جس میں رفع الیدین کا ذکر نہیں، جو ترک پر دلالت کرتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۱۰۶۲ صحیح لغیرہ مرفوع
طحاوی شریف، حدیث نمبر ۱۱۳۹، ۱۱۴۰
یہ دونوں حدیثیں صحیح لغیرہ مرفوع ہیں
صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۴۷۰ــــ سنن الآثار، حدیث نمبر ۲۹۹۹)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نماز کا مکمل طریقہ مروی ہے جس میں رفع الیدین مذکور نہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۸۶۸

صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر ۵۷۸ــــ طحاوی شریف، حدیث نمبر ۱۳۰)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے متعدد روایات میں ترکِ رفع الیدین ثابت ہے، سوائے تکبیرِ تحریمہ کے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۵۷، ۲۴۶۱

طحاوی شریف، حدیث نمبر ۱۳۰۲، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲

موطا امام مالک، حدیث نمبر ۱۰۵، ۱۰۹

السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۲۵۳۵

سنن الآثار، حدیث نمبر ۳۲۷۶)

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے

کہ آپ رفع الیدین نہیں کرتے تھے مصنف ابن ابی شیبہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہحدیث نمبر ۲۴۶۹

حضرت عبد اللہ بن مسعود، رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع الیدین ترک فرمادیا۔ تھا

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر ۳۶۸۱، سند صحیح اور دوسری رویت مسند احمد حدیث نمبر ۴۲۱۰ سند صحیح

سنن ترمذی، حدیث نمبر ۲۵۷ سند حسن

سنن ابو داود، حدیث نمبر ۷۴۸

مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۲۴۵۸، ۲۴۵۶، ۲۴۶۱
طحاوی شریف، حدیث نمبر ۱۳۲۶
السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث نمبر ۲۵۳۴)

اس روایت سے خلفاء راشدین کے ترک رفع الیدین کا ثبوت ملتا ہے
مزید بر آں تابعین کرام، مثلاً امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے بھی ترکِ رفع الیدین پر قوی دلائل منقول ہیں، جن کی تفصیل کتبِ آثار خصوصاً طحاوی شریف میں مذکور ہے ۱۳۱۸. ۱۳۱۹۔

حضرت خیثمہ سے ترک رفع الیدین کا ثبوت ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۶۳
حضرت قیس سے ترک رفع الیدین کا ثبوت ابن ابی شیبہ ۲۴۶۴
عبد اللہ بن عباس سے ترک رفع الیدین کا ثبوت ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۶۵ جمع الزوائد حدیث نمبر ۱۸۷۸ اور ۱۸۷۹
اور جابر بن سمرہ سے ترک رفع الیدین کی منسوخی کا ثبوت ابن حبان حدیث نمبر ۱۸۷۸ اور ۱۸۷۹

ان تمام احادیث و آثار کے مجموعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رفع الیدین کا عمل مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر کیا گیا، مگر آخر کار تعاملِ صحابہ اور آثارِ مرفوعہ و موقوفہ کے مطابق صرف تکبیرِ تحریمہ کے وقت رفع الیدین باقی رہا، اور دیگر مقامات پر ترک راجح قرار پایا۔

لہٰذا اصولِ شریعت، تعاملِ صحابہ اور جمع و تطبیقِ احادیث کی روشنی میں یہی نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ترکِ رفع الیدین (سوائے تکبیرِ تحریمہ کے) سنتِ متوارثہ ہے، جس پر جمہورِ فقہائے احناف نے عمل کو ترجیح دی ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

❖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ ❖

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ

وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ○